المیہ مشرقی پاکستان

مؤرخہ ۴ فروری ۱۹۷۳ء کو مولانا سید محمد متین ہاشمی مرحوم نے لاہور کے ایک اجتماع میں مشرقی پاکستان کے المیہ پر ایک بڑی دردانگیز اور فکر انگیز تقریر فرمائی تھی تنظیم "محبان پاکستان" کے شکریہ کیساتھ ہم اس یادگار تقریر کو منہاج میں جگہ دے رہے ہیں تاکہ یہ تاریخی چیز محفوظ ہو جائے۔
(ادارہ)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولاتفرقوا۔

حاضرین گرامی۔ بزرگان محترم۔ میرا مختصر تعارف ابھی میرے عزیز اور مکرم دوست جناب ڈاکٹر محمد الیاس مسعود صاحب نے کرا ہی دیا ہے۔ آپ نے ان حالات کی طرف بھی اشارہ کیا جب ہم اور وہ ایک نہر میں کھڑے ہونے پر مجبور کیے گئے۔ بہرصورت آپ حضرات بھلا اس کیفیت کا کیا اندازہ لگا سکتے ہیں جس سے نہر میں میں اور ڈاکٹر صاحب دوچار تھے۔

شب تاریک وبیم موج وگردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ماسبکساران ساحلہا

جس چیز نے سب سے زیادہ مجھے محترم ڈاکٹر صاحب کے قریب کیا وہ ان کا خلوص ان کا دینی جذبہ اور اسلام کی سربلندی کے لیے ان کی تڑپ اور آرزو ہے۔

میرے محترم دوستو:

اس میں شک نہیں کہ میرے لاہور کے مختلف احباب خصوصاً میاں عبدالوحید وعبدالمعید کی طرح ڈاکٹر الیاس مسعود صاحب نے بھی مجھے ترغیب دی تھی کہ میں مغربی پاکستان میں قیام کروں اور ایک حد تک خود میری بھی یہی خواہش تھی۔ لیکن میں نے یہ محسوس کیا کہ مشرقی پاکستان میں میری ضرورت زیادہ ہے۔

تاکہ ان عناصر سے مقابلہ کیا جا سکے جو عرصۂ دراز سے مشرقی پاکستان کو ان حالات سے دوچار کر دینا چاہتے تھے جن سے ہم گزرے میں اس مقابلے میں ہارا یا جیتا یہ دوسری بات ہے۔

لیکن ـــ

سودا قمارِ عشق میں خسرو سے کوہکن　　　بازی اگرچہ لے نہ سکا سر تو دے سکا

میں یہ طعنہ سُننا نہیں چاہتا کہ

کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

حرفِ آغاز

میں اتنی دیر سے غور کر رہا تھا کہ اپنی گفتگو کی بنیاد قرآن کریم کی کس آیت پر رکھوں کہ خدا کی شان ایسی آیت کریمہ کی تلاوت کی گئی جس سے میرا ذہن فوراً موضوعِ گفتگو کی طرف منتقل ہو گیا۔ یعنی واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا ولا تفرقوا۔ یعنی اللہ کی رسّی کو مِل جُل کر مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ پیدا کرو۔

اسلام نے انسانی اجتماع میں جو سب سے بڑا کام کیا ہے وہ یہ ہے کہ انسانی برادری کو تقسیم کرنے والی تمام دیواروں کو ڈھا دیا۔ چاہے وطن کی دیوار ہو۔ زبان کی دیوار ہو۔ رنگ کی ہو، نسل کی ہو یا خاندان کی ہو۔ ان تمام دیواروں کو اسلام نے پہلے ہی قدم پر گرا دیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "اے انسانو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور خاندان و قبائل بنائے اس لیے نہیں کہ تم آپس میں تفرقہ پیدا کرو بلکہ اس واسطے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ورنہ عظمت و سربلندی اسی کو حاصل ہو گی جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر کاربند ہوتا۔" حدیث شریف میں آیا ہے کہ وہ آدمی جو عصبیت پر مرتا ہے وہ ہماری اُمت اور جماعت سے خارج ہے۔

اسلامی یک جہتی

حضورؐ نے آخری خطبے میں ارشاد فرمایا تھا کہ عربی کو عجمی پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے ہوئے تھے۔ اس طرح ان تمام طاقتوں کو پسپا کر دیا گیا جو انسانیت کو مختلف طبقات میں تقسیم کر کے افتراق و انتشار کا سبب بن سکتی تھیں۔ ہمارے یہاں فضیلت کا معیار ایمان اور عمل صالح قرار پایا۔ ذات پات، بولی ٹھولی، خاندانی وجاہت یا کوئی سرزمین فضیلت اور سربلندی

کا معیار نہیں ۔ اگر یہی ہوتا تو حضورؐ سرورِ دو عالم نہ فرماتے کہ جب میں شبِ معراج کے سفر پر گیا تھا تو میں نے بلال کی جوتیوں کی آہٹ جنت میں سُنی تھی ۔ آپ جانتے ہیں کہ حضرت بلال کون تھے ۔ وہ بلال جن کی زبان عربی نہیں تھی ، جن کی حیثیت ایک غلام کی حیثیت تھی ۔ رنگ سیاہ تھا جسے معاشرے میں انسان ہی نہیں سمجھا جاتا تھا ۔ غور فرمائیے اس کا مرتبہ کتنا بلند ہوا ۔ بلال عجمی تھے ، عربی نہ تھے اس لیے ان کا تلفظ بھی صحیح نہ تھا ۔ وہ اذان میں " اشہد " کی بجائے " اسہد " کہتے تھے ۔ یہودی اور منافق ان کا مذاق اڑاتے تھے ۔ وہ کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ایسا مؤذن بھی نہیں ملتا جس کا تلفظ درست ہو اور جو صحیح طور پر اذان دے سکے ۔ چنانچہ حضورؐ نے بلالؓ کی جگہ ایک دوسرے مؤذن کو اذان دینے کا حکم فرمایا ۔ عشاء کی نماز کے بعد حضور مصلّے پر بیٹھے کہ جبرئیل آئے اور فرمایا کہ آج آپ کی مسجد میں اذان نہیں ہوئی ؟ آپ نے فرمایا کہ آج تو مسجد میں بڑے زور شور سے اذان ہوئی ہے شیطان بھاگ گیا اور مسجد منور ہو گئی ۔ جبرئیل نے جواب دیا " اے محمد صلعم جب بلال اذان دیتا ہے تو عرشِ اعلیٰ پر اللہ تعالیٰ اس کی اذان سنتا ہے ۔ آج بلال نے اذان نہیں دی ۔ تمہارے ربّ کا ارشاد ہے کہ گویا آج مسجد میں اذان ہی نہیں ہوئی ۔

یہ ہے اسلام میں ایک حبشی کا مقام ۔ جب حضرت بلالؓ نے انتقال کیا تو خلیفہ دوئم حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو آج ہمارے سردار کی وفات ہو گئی ہے ۔ حبش کے رہنے والے بلال کا یہ مقام ۔ دوسری طرف مکہ کا رہنے والے حضور کا چچا ۔ خاندان قریش سے تعلق رکھنے والا ابولہب ۔ اس کے بارے میں قرآن میں آیا " ابولہب ہلاک ہو جائے اور اس کے ہاتھ ٹوٹ جائیں " ۔ اس کا رنگ سرخ و سفید تھا ۔ وہ عربی تھا ، قریشی تھا مطلبی تھا ۔ لیکن اللہ کے ماننے والوں میں نہ تھا ۔ وہ مومن نہ تھا ، نیکو کار نہ تھا ۔ اللہ نے اس کے مقدر میں ہمیشہ کے لیے ذلّت و رسوائی لکھ دی ۔

پاکستان کا نعرہ

پاکستان کی جو مملکت بنی تھی وہ اس نام پر بنی تھی کہ ہم مسلمان کی حیثیت سے پنجابی ، بنگالی ، پٹھان ، سندھی اور بلوچی کی حیثیت سے نہیں ، ایک ایسی سرزمین چاہتے تھے جس سرزمین پر ہم اپنی روایات ، اپنے تصوّرات اور اپنے عقائد کے مطابق زندگی گزاریں ۔ اس ملک کے بانی سے جب یہ سوال کیا گیا کہ اس ملک کا آئین کیا ہوگا ۔ تو قائد اعظم نے جواب دیا کہ ہمارا آئین چودہ سو برس قبل مدینہ منوّرہ میں تیار ہو چکا ہے ۔ یہ وہ آئین تھا جس کے شارح

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ جس دن سے اس مملکت کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اسی دن سے اس بنیادی سبق کو لوگوں کے ذہن میں بٹھایا جاتا اور قوم کو نظریہ پاکستان سے روشناس کرایا جاتا لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے رہنما ہم سے جلد ہی جدا ہو گئے اور ان لوگوں کے ہاتھ میں اس ملک کی باگ ڈور آگئی جو نام کے اعتبار سے تو مسلمان تھے۔ لیکن دل و دماغ کے اعتبار سے اور ذہن اور خیالات کے اعتبار سے انگریز تھے۔ انہوں نے اپنا قبلہ انگلینڈ اور امریکہ کو یا چین اور روس کو بنایا، تعلیم و تمدن یورپی افکار و اقدار پر رکھی۔ چنانچہ اس فرسودہ نظام تعلیم نے ہماری نئی نسل کے اذہان میں احساس کمتری پیدا کیا اور رفتہ رفتہ ہماری نئی پود اپنی تابندہ روایات سے بیگانہ اور جدید نظریات کے لیے صید زبوں بنتی چلی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری نئی پود مارکس اور لینن، ٹیگور اور چیٹرجی کے خیالات سے تو واقف ہو گئی لیکن اسے اس چیز کا پتہ نہیں تھا کہ یہ نئی مملکت کیوں قائم کی گئی تھی اور کن قربانیوں کے بعد اس کا وجود عمل میں آیا ہے۔ جدید تعلیم نے الجھے ہوئے اقتصادی اور معاشی مسائل کو ان کے سامنے رکھا لیکن اصل مسائل کو نظر انداز کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ نئی نسل چاہے مغربی پاکستان کی ہو یا مشرقی پاکستان کی نظریہ پاکستان سے ناواقف ہے۔

مشرقی پاکستان میں اصل سازش

مشرقی پاکستان میں سب سے بڑی سازش یہ کی گئی کہ قیام پاکستان کے بعد ہندوؤں کی ایک بہت بڑی جماعت یہاں رہ گئی۔ بالخصوص وہ لوگ جو کالجوں اور اسکولوں میں ٹیچر تھے یا وہ لوگ جو وکیل اور ڈاکٹر تھے انہیں لوگوں سے دانشوروں کا گروہ بنتا ہے۔ یہ ذہین طبقہ ہندوؤں پر مشتمل تھا۔

کلکتہ میں تیار ہونے والا لٹریچر مشرقی پاکستان میں آنے لگا جس میں بنگلہ قومیت کے جذبے کو ابھارا گیا اور پاکستان کا تصور بگاڑ کر پیش کیا گیا۔ سازش کا اندازہ اس بات سے کریں کہ فسادات سے قبل ڈھاکہ یونیورسٹی کا بنگلہ ڈیپارٹمنٹ سنسکرت ڈیپارٹمنٹ کے ماتحت تھا۔ یونیورسٹی کے تمام شعبوں میں ہندو اساتذہ غالب تھے۔ شعبہ فلسفہ کا صدر جے سی۔ دیو اور شعبہ تاریخ کا ریڈر سوسیل چندر ربھٹا چارجی تھا۔ انگریزی اور بنگالی کے شعبوں میں بھی ہندو اساتذہ چھائے ہوئے تھے۔

ان ہندو اساتذہ نے خاموشی سے بنگال کا نیا ذہن بنانا شروع کیا۔ ایسا ذہن جو خالص بنگالی ہو۔

طلبا کو ہر منٹ یہی سبق دیا گیا۔ اُن کے نعرے کچھ اس قسم کے تھے۔ تم بنگالی ہو۔ جاگو جاگو بنگالی جاگو۔ بنگالی جاگ گیا ہے۔ اس طرح ان میں بنگالی نیشنلزم اُبھارا گیا۔ میں یہاں کوئی سیاسی حوالہ دینا نہیں چاہتا نہ فی الحال میرا کسی سیاسی جماعت سے کوئی تعلق ہے۔

۱۹۵۸ء میں پاکستان میں آمریت آئی۔ آمریت نے اپنی مقبولیت کے لیے علاقائی عصبیت کو ہوا دی۔ بنگالی عصبیت کو اُبھارا، سندھی عصبیت کو اُبھارا۔ اس مقصد کے لیے ثقافت کو آڑ بنایا گیا اور ثقافت کے نام پر علاقائی عصبیت کو پروان چڑھایا گیا چنانچہ اندر ہی اندر منافرت کا لاوا ذہنوں میں پکتا رہا۔

ہم نے مغربی پاکستان کے کونے کونے کا دورہ کیا اور لوگوں کو بتایا کہ حالات کیا ہیں حکام کو پوزیشن بتائی لوگوں کے سامنے نفع نقصان رکھا لیکن کوئی اثر نہ ہوا اور وہ لاوا پکتے پکتے آتش فشاں کی شکل اختیار کر گیا۔

شیخ مجیب الرحمٰن

شیخ مجیب الرحمٰن کے بارے میں آپ سب کے سب حضرات اس بات سے واقف ہوں گے کہ اس پر جو مقدمہ چلایا گیا تھا۔ وہ سو فیصد درست تھا۔ لیکن جب اس کا یوم حساب آگیا تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے مشرقی پاکستان سے زیادہ مغربی پاکستان کے سیاسی رہنماؤں نے صدر ایوب پر دباؤ ڈالا اور شیخ مجیب الرحمٰن کا مقدمہ واپس لے لیا گیا۔ حالانکہ وہ یقیناً سازش تھی اور جُرم بھی تقریباً ثابت ہو چکا تھا آئینی اعتبار سے وہ سزا کا مستحق تھا۔ یہ بہت بڑی سیاسی بھول تھی۔ اگرتلہ سازش اور اس مقدمہ نے ہی دراصل شیخ مجیب الرحمٰن کو لیڈر بنایا۔ میں آپ کو پُوری ذمہ داری کے ساتھ بتاتا ہوں۔ کہ اگرتلہ سازش کے کیس سے پہلے شیخ صاحب کی کوئی خاص وقعت وہاں کے عوام کے دلوں میں نہیں تھی۔

بنگالی قوم بالفطرت احتجاج پسند ہے ہر نظام جو اس کے سامنے آتا ہے یہ جلد ہی اس سے اُکتا جاتی ہے اور اس نظام کے خلاف کھڑی ہو جاتی ہے۔ یہ اس کی نفسیات ہے۔ چونکہ شیخ مجیب احتجاج کر رہا تھا۔ اور اسے جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔ پھانسی قریب تھی۔ (لیکن وہ پھانسی سے چھوٹ گیا تھا) اس لیے اس کے استقبال کے واسطے دس لاکھ آدمی جمع ہو گئے اور وہ اسی دن قومی ہیرو (جاتی نیتا) قرار پا گیا۔ صحیح معنوں میں اسی دن مشرقی پاکستان الگ ہو گیا تھا۔

اس کے بعد یہاں گول میز کانفرنس میں اس کو بلایا گیا۔ اس میں اس نے چھ نکات پیش کئے ہیں تفصیلات میں نہیں جا سکتا۔ تاہم یہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ مغربی پاکستان نے اس کی حمایت کی۔

جھوٹا پروپیگنڈہ

یہاں کے لیڈروں نے کہا۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ مشرقی پاکستان کا استحصال ہوا ہے۔ آپ غور کریں کہ جو لوگ مشرقی پاکستان کے لیے جھگڑ رہے تھے اور عرصے سے وہاں کے عوام کو یہ سمجھا رہے تھے کہ مغربی پاکستان نے تمہارا استحصال نہیں کیا ہے۔ یہ جھوٹا پروپیگنڈہ ہے جو بھائیوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ ان کی مغربی پاکستان کے ان لیڈروں کے بیانات کے بعد کیا پوزیشن ہو گئی ہو گی؟

میں یہ واضح کر دینا اپنا فرض سمجھتا ہوں، کہ یہ غلط ہے کہ مغربی پاکستان نے مشرقی پاکستان کا استحصال کیا ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے مشرقی پاکستان میں کارخانے کہاں تھے؟ فیکٹریاں کہاں تھیں۔ اتنا بڑا پٹ سن کا کارخانہ پہلے کہاں تھا؟ یہ ہسپتال، یہ کالج یہ یونیورسٹیاں یہ ترقیاتی منصوبے پہلے ہرگز نہ تھے۔ اگر استحصال کیا گیا ہوتا تو یہ ترقیاں کیسے ممکن تھیں؟ ہم نے لوگوں کو سمجھایا کہ بھارت اسمگلنگ کر کے تمہیں لوٹ رہا ہے۔ ہم نے لوگوں کو یہ بتایا کہ تم ترقی کے راستے پر جا رہے ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محب وطن بنگالیوں کو اس کا اعتراف یہ بھی تھا۔ لیکن جب لاہور کراچی اور پشاور سے آوازیں اٹھنے لگیں کہ نہیں جو شیخ مجیب فرماتے ہیں۔ وہی صحیح ہے مشرقی پاکستان کا استحصال ہوا ہے۔ ہاں آئندہ ہم ایسا نہیں کریں گے۔ تو آپ غور کریں کہ ان لوگوں کے دلوں پر کیا بیتی ہو گی جو آپ کا دفاع کر رہے تھے۔ چنانچہ ہم لوگ تو ایجنٹ اور دلال قرار پائے اور وہ لوگ جو یہاں کے ہوٹلوں میں بیٹھ کر بیانات دے رہے تھے۔ وہ مشرقی پاکستان کے ہمدرد ٹھہرے اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چھ نکات پر شیخ صاحب الیکشن کے میدان میں اترے۔

انتخابات

میں آپ کو پوری ذمہ داری کے ساتھ بتاتا ہوں کہ یہ ایک گہری سازش تھی۔ عمداً ایسا انتظام کیا گیا کہ مجیب ان انتخاب میں اکثریت حاصل کر لے۔ میں نے خود الیکشن میں حصہ لیا۔ اس لیے مجھے اس کا ذاتی تجربہ بھی حاصل ہے۔ ان تمام علاقوں میں جہاں اس بات کا اندیشہ تھا کہ عوامی لیگ کو ووٹ نہیں ملیں گے۔ وہاں فوج متعین کر دی گئی اور ان علاقوں میں جہاں یہ سمجھا جاتا تھا کہ عوامی لیگ کو اکثریت حاصل ہے وہاں فوج اور پولیس کی جگہ اسکول کے اساتذہ

اور انصار سے کہا گیا کہ وہ انتظام کریں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب ہمارے پولنگ ایجنٹ ان علاقوں میں گئے تو انہیں پکڑ کر درختوں سے باندھ دیا گیا۔ پولنگ افسروں نے اپنی مرضی سے بلیٹ پیپرز نکالے اور ان پر دھڑا دھڑ کشتی کی مہریں لگا کر بلیٹ بکسوں میں ڈال دیا۔ گاؤں کے لوگ ووٹ دینے کے لیے پولنگ اسٹیشن کی طرف جاتے تو انہیں راستہ ہی سے یہ کہہ کر واپس کر دیا جاتا کہ اب جانے کی ضرورت نہیں الیکشن ختم ہو گیا ہے

میں نے ایک فوجی افسر سے بات کی اور ان سے کہا کہ اگر آپ شہروں میں فوج کا انتظام کرتے ہیں تو دیہات میں بھی کرائیے انہوں نے کہا کہ ہم مجبور ہیں ہمارے پاس جو احکامات ہیں ہم ان کے مطابق کام کریں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ صاحب کو مکمل اکثریت حاصل ہو گئی۔

اس کے بعد مسئلہ کا حل کیا تھا؟ حل یہ تھا کہ اگر اس کو کلی اکثریت حاصل ہو گئی تھی تو اقتدار بھی اس کے حوالے کر دیا جاتا۔ اگر سازش کی گئی تھی تو سازش کو آخری حد تک پہنچا دیتے۔ لیکن مغربی پاکستان میں مختلف قسم کے نعرے لگنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو وقت اسمبلی کے اجلاس بلانے کا تھا۔ اسے ملتوی کر دیا گیا اور وہ بھی غیر معینہ مدت تک کے لیے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر اقتدار نہیں دینا تھا تو الیکشن ہی نہیں کرانا چاہیے تھا۔

انتخابات کے بعد

اب علیحدگی پسندوں نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا اور یکم مارچ کو ڈھاکہ میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ مشرقی پاکستان میں مجیب نے ایک متوازی حکومت قائم کر لی۔ ڈھاکہ میں سابق صدر پاکستان کی موجودگی کے دوران پاکستانی پرچم کی توہین کی گئی یہاں تک کہ مسلح افواج پر حملے کیے جانے لگے۔ بانیٔ پاکستان قائد اعظم کی تصاویر کی بے حرمتی کی جانے لگی۔

آخر کار ۲۴ مارچ ۱۹۷۱ء کو مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون بی نے فوجی کارروائی شروع کی۔ جس وقت یہ کارروائی شروع کی گئی۔ فوجی باورچی خانوں کے بیرے اور باورچی ملا کر مغربی پاکستان کے کل سات آٹھ ہزار فوجی مشرقی پاکستان میں موجود تھے اور حالت یہ تھی کہ بنگال رجمنٹ کے فوجی ایسٹ پاکستان رائفلز کے جوان، پولیس کے سپاہی اور انصار کے رضا کار سب کے سب باغی ہو چکے تھے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان حالات میں پاکستانی مسلح افواج کے سوا شاید دنیا کی کوئی فوج

لاکھوں باغیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی ۔

زمین دشمن تھی ، آسمان دشمن تھا ۔ ملک کے چپّہ چپّہ میں خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں ۔ بے قصور غیر بنگالیوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا ۔ مسلمانوں کا بھیس بدل کر ہندو اور نوجوان بنگالی طلبا ، عوامی لیگی غنڈے آگ اور خون کا ایسا بھیانک ڈرامہ کھیل رہے تھے ۔ جسے چشم فلک نے کبھی نہیں دیکھا تھا ۔ بستیاں جل رہی تھیں ، عصمتیں لُٹ رہی تھیں ۔ بے گناہوں کے سران کے جسموں سے جُدا ہو رہے تھے ۔ اس ظلم و سفّاکی پر چنگیز اور ہلاکو کی رُوحیں شرمسار ہوں گی ۔

سفّاکی اور درندگی

میں آپ کو کیا بتاؤں ؟ یہ درد بھری داستان ہے ۔ چوڑیوں کے ٹوٹنے کی ، مانگوں کے اُجڑنے کی ، بہنوں کی دُکھ بھری فریادوں کی ، بوڑھوں کے جُھریوں آلود رُخساروں پر ڈھلکتے ہوئے آنسوؤں کی یہ حسرتناک داستان ہے ۔ ماؤں کی آہ زاریوں کی سہاگنوں کے سہاگ اُجڑنے کی حضرات ! میں آپ کو یہ دُکھ بھری داستان کیسے سناؤں ؟

میں آپ کو کیا بتاؤں کہ پنجاب ، پشاور ، یوپی ، بہار اور بمبئی کی بیٹیاں اس وقت کیا کیا بین کر رہی تھیں ۔ جب کہ ان کا معصوم سُہاگ لٹ رہا تھا اور جبرئیل کے پَروں جیسے مقدس آنچلوں پر عصمت دری کے دھبّے پڑ رہے تھے ۔ میں اب آپ سے کیا کہوں کہ وہ دُکھی مائیں وہ غمزدہ بہنیں اور وہ یتیم بچے کس کو پکار رہے تھے ۔

کربلا کے بعد قافلۂ اسلام جس طرح مشرقی پاکستان میں لُٹا ۔ چودہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں اس طرح کبھی نہیں لُٹا تھا ۔ ستاروں کی آنکھیں پتھرائی ہوئی تھیں ۔ سُورج خون آلود تھا اور چاند ماتم کناں تھا ۔

ان آنکھوں نے ایک ایک جگہ ۲۷ ، ۲۷ ہزار لاشیں دیکھیں ۔ یہ لاشیں تھیں ۔ ان بیگناہوں کی جنہیں بے دردی سے قتل کر دیا گیا تھا ۔ اُن پر ایسے ایسے ہولناک مظالم ڈھائے گئے تھے کہ بیان کرتے ہوئے رُوح کانپ اُٹھتی ہے ۔

مُحبّ وطن لوگوں پر کیا بیتی ؟

کُھلنا کے علاقے میں ایک جگہ خالص پور ہے وہاں صرف ایک کمرے میں سے جو عورتوں کا مقتل تھا اور جہاں عورتوں کی عصمت دری کی جاتی تھی ۔ اس کے بعد انہیں قتل کیا جاتا ۔ پاکستانی افواج نے شہید مستورات کے ڈھائی من بال برآمد کئے تھے ۔ ظالموں نے پہلے ان سے اپنا منہ کالا کیا ۔

ہوس پوری کرنیکے بعد ان کے بال نوچے، پھر تڑپا تڑپا کر انہیں قتل کیا۔ اور ان کے بال نوچ نوچ کر انہیں اذیت ناک موت مرنے پر مجبور کیا گیا۔

وہ کتنے ظالم اور بے حس تھے۔ جب اپنے حیوانی جذبے کو تسکین دے لیتے تو پھر قتل و غارت شروع کر دیتے۔

بوگرہ ضلع میں جے پور ہاٹ کے مقام پر ایک کمرے میں ساڑھے تین سو بچوں کو دیوار میں میخوں کے ذریعے زندہ ٹھونک دیا گیا۔

پاکسی ایک جگہ ہے وہاں ایک ماں کو تختے کے ساتھ باندھ دیا اس کے سامنے اس کے بچے کی ایک ایک بوٹی اس طرح کاٹی جس طرح مچھلی کی بوٹیاں کی جاتی ہیں۔ بے درد درندوں نے یہ بوٹیاں ماں کے آنچل میں دیدیں۔

انسانیت سوز مظالم کرنے والوں میں اکثریت ہندوؤں کی تھی۔ اس قتل و غارت میں غیر بنگالی محبّ وطن پاکستانی لاکھوں کی تعداد میں مارے گئے۔

تخریبی کاروائیاں

جب فوج نقل و حرکت کر رہی تھی۔ تو پُلوں کو اڑا دیا گیا۔ مواصلاتی ذرائع کو تباہ کیا گیا۔ سڑکوں پر بارودی سرنگیں بچھا دی گئیں جس سے پاک فوج کے جوان اور افسر زخمی ہوئے۔ آپ خود غور کریں کہ فوج کو اپنی نقل و حرکت جاری رکھنے کے لیے اگر ان تمام شر پسندوں کو ختم کرنا پڑا تو کیا اس میں وہ حق بجانب نہیں تھی؟

اگر آپ کو اس جگہ سے جا کر کھڑا کر دیا جائے جہاں آپ کی ماؤں بہنوں کی ۲۷ ہزار لاشیں پڑی ہوں اور آپ کو یہ بتا دیا جائے کہ قاتل فلاں فلاں اشخاص ہیں۔ اس کے علاوہ خود آپ کی توہین کی گئی ہو۔ راستہ میں رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہوں۔ تو کیا آپ انہیں چھوڑ دیں گے؟ خصوصًا اس صورت میں جب کہ آپ کے ہاتھ میں ہتھیار بھی ہوں اور آپ کو اقتدار بھی حاصل ہو۔

اگرچہ اکثر و بیشتر شر پسند ہندوستان بھاگ کر جا چکے تھے لیکن ان میں سے کچھ لوگ مل گئے جنہیں پاکستانی فوج نے قیام عدل کے لیے سزا دی۔ جن مسلمانوں نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر اپنی بے گناہی کا اعلان کیا۔ انہیں معاف کر دیا گیا۔

اس میں کوئی شک اور مبالغہ نہیں کہ جنرل ٹکا خان نے حالات پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا اور حالات

بہت جلد معمول پر آگئے تھے۔ ۲۴ مارچ کو فسادات شروع ہوئے تھے۔ لیکن ۲۱، ۲۲ اپریل تک تمام حالات تقریباً کنٹرول میں آگئے۔

عام معافی

عین اس وقت جب کہ حالات تقریباً قابو میں آگئے تھے۔ عام معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ یہ معافی کا اعلان مشرقی پاکستان کے لیے زہر ہلاہل ثابت ہوا یہی نہیں بلکہ مفرور شر پسندوں کی آؤ بھگت کے لیے استقبالی کیمپ بھی استعمال کئے گئے۔ ان کو کپڑے دیے گئے، غلہ دیا گیا، کرایہ دیا گیا، مکانوں کی تعمیر کے لیے رقوم دی گئیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستانی فوج کے تربیت یافتہ سپاہی مسلمانوں کے لباس میں یعنی لنگی اور بنیائن پہن کر ہزاروں کی تعداد میں حکومت کے تحفظ میں مغربی بنگال سے مشرقی پاکستان گھس آئے اور تخریب کاری بڑے پیمانہ پر شروع کر دی۔

میں ان تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ اخباروں کی رپورٹیں اٹھا کر پڑھیں۔ جب تک ٹکا خان وہاں موجود تھے۔ ہندوؤں پر ان کا اتنا رعب تھا کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ کوئی شرارت کرتا لیکن ٹکا خان کو وہاں سے ہٹا دیا گیا اور ان کی جگہ جنرل نیازی کو مقرر کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جو دہشت ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ رخصت ہوگئی اور آزادانہ سبوتاژ شروع ہوگیا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ فوج سے کوئی غلطی نہیں ہوئی ہوگی۔ جب اتنا بڑا اجتماع ہو تو اس میں دو چار غلط آدمی بھی ہو سکتے ہیں۔ ان سے کچھ غلطیاں بھی ہوئیں۔ لیکن جس انداز میں ہماری بہادر فوج کا کردار پیش کیا جا رہا ہے اور جس انداز میں ہندوستان نے اسے پیش کیا ہے۔ میں پوری قوت سے تردید کرتا ہوں کہ ایسے مظالم نہیں ہوئے۔ یہ سب جھوٹ ہے۔

مظالم غیر بنگالیوں پر ہوئے ہیں۔ مظالم پنجابیوں پر ہوئے ہیں۔ میں آپ کو کیا بتاؤں خدا قسم میری زبان میں طاقت نہیں۔ ایک ایک حاملہ عورت سے پچاس پچاس آدمیوں نے اپنا منہ کالا کیا۔ اور کیا کیا ہوا میں اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتا۔ کسی مہذب سوسائٹی میں اس کا تذکرہ تک نہیں کیا جا سکتا۔

جھوٹا پروپیگنڈہ

مظالم کے انتقام میں اگر کسی نے کچھ کیا بھی ہے تو میں اس کا منکر نہیں ہوں۔ کہیں کہیں فوج کے لوگوں سے بھی چند غلطیاں ہوئیں لیکن اس انداز میں نہیں جس انداز میں اس کی تشہیر کی گئی ہے اور کہاں یہ ہے کہ عالمی

اخبارات اور پریس کو کچھ معلوم نہیں کہ مشرقی پاکستان میں کیا ہوا ہے ۔ میں نے ان مظالم کی تفصیلی رپورٹیں تیار کیں ، یحییٰ خان کو بھیجیں ۔ میں نے رپورٹیں ، عربی ، انگریزی اور اردو میں تیار کر کے یورپ اور مشرق وسطیٰ کے ملکوں کو بھیجیں ۔ میں نے ان یاد داشتوں میں تمام تفصیلات بیان کر دی تھیں ۔ لیکن اس کے جواب میں مجھے حکم ملا کہ ان تمام کاپیوں کو ضائع کر دو ۔ کیوں کہ گورنمنٹ نے انکو ضبط (BAN) کر دیا ہے ۔

چنانچہ یکطرفہ پروپگنڈہ ہوتا رہا کہ فوج نے مظالم کئے ۔ جہاں معصوم غیر بنگالیوں کو ختم کیا گیا ۔ ہمارے ان مقتولوں کی تصویریں دوسرے انداز میں شائع کی گئیں ۔ دیناج پور کی قتل گاہ کی جو تصویریں میں نے مغربی پاکستان میں لاہور اور کراچی بھجوائی تھیں ۔ وہی تصویریں میں نے ہندوستان کے اخبار نار درن پتریکا الہ آباد (یوپی) میں دیکھیں ۔ جنکا عنوان تھا کہ یہ ان بنگالیوں کی لاشیں ہیں جنہیں پاکستانی فوج نے قتل کیا ہے ۔

یہ ہے وہ خوفناک کھیل جو بھارت کھیلتا رہا اور اس کی تردید نہیں کی گئی یہاں تک کہ یہ جھوٹ آج دنیا میں صداقت بن چکا ہے ۔ غضب یہ ہے کہ خود مغربی پاکستان میں اور چند مسلمان ممالک میں بھی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں ۔

علیحدگی پسندی

میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مشرقی پاکستان کے لوگ مغربی پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے تھے ۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے وہ طالب علم جو پاکستان کے سیاسی پس منظر سے واقف تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ پاکستان سے الگ ہوں ۔ وہ جانتے تھے کہ ہم ایک ہیں اور ایک رہیں گے ۔ البتہ شر پسند ایسا نہیں چاہتے تھے انہوں نے شروع سے بنگال میں سبوتاژ جاری رکھا اور ان کے مظالم کی تفصیل منظر عام پر نہ آئی ۔ میری رپورٹ لندن کے صرف ایک اخبار میں غالباً ۲۸ جولائی ۱۹۷۱ء کو چھپی ۔ اس کے بعد اگست ۱۹۷۱ء کو حکومت نے وائٹ پیپر شائع کیا جس کو پڑھنے سے صاف یہ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ کسی ڈرائنگ روم میں بیٹھ کر اٹلس کی مدد سے ایک رپورٹ تیار کر دی گئی ہے اور فقط

حقیقت یہ ہے کہ بنگال کے لوگ علیحدگی پسند نہ تھے ۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اقتدار ہمیں ملنا چاہیئے ۔ اگر مغربی پاکستان نے ہم پر حکومت کی ہے تو اب ہم اس پر حکومت کریں گے ۔ میں نے

اکثر اپنے پروفیسر دوستوں اور عوامی لیگ کے رہنماؤں سے ان کے دل کی بات معلوم کرنے کے لیے تبادلۂ خیالات کیا۔ وہ بھی علیحدگی نہیں چاہتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مغربی پاکستان نے ہمارا استحصال کیا ہے اب ہم مغربی پاکستان کا استحصال کریں گے۔

مسئلہ کا ایک حل

اقتدار کی عدم منتقلی کی صورت میں مسئلے کا حل یہ تھا کہ جنرل ٹکا خان کو مشرقی پاکستان میں ہی رہنے دیا جاتا اور بارڈر پر سرحدی جنگ جاری رہنے دی جاتی۔ اس میں کوئی حرج نہ تھا کہ جنگ دو چار سال چلتی رہتی اس کا مقابلہ کیا جا سکتا تھا لیکن تجویز یہ رکھی گئی کہ مشرقی پاکستان کا دفاع کرنا ہے تو مغربی پاکستان سے بھرپور حملہ کر دیا جائے۔

خیر چلیئے مان لیجئے کہ یہ طریقہ کار ہی درست تھا کہ مغربی پاکستان سے بھرپور حملہ کیا جاتا چنانچہ جونہی مغربی پاکستان سے حملہ ہوا ہمیں دوسرے دن معلوم ہوا کہ مشرقی پاکستان کی سرحد سے ہندوستانی فوج رفتہ رفتہ منتقل کی جا رہی ہے۔ خاص طور پر بھارت کا پہاڑی ڈویژن ہٹایا جا رہا ہے۔ لیکن تین دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ فوجوں کی منتقلی کا پروگرام ملتوی کر دیا گیا ہے اس لیے کہ مغربی پاکستان کے حملے کو روک دیا گیا اور ہماری بہادر مسلح افواج کو اس بات کا موقع ہی نہ ملا کہ وہ اپنی بہادری اور جوانمردی کا مظاہرہ کرتیں۔

آنکھ مچولی

مجھے معلوم ہوا ہے مغربی پاکستان میں ہماری افواج کو یہی حکم دیا جاتا رہا کہ ساہیوال جاؤ، اور کبھی حکم ملا کہ ملتان جاؤ پھر کہا گیا واپس چلے جاؤ غرض کہ ان کی کیفیت یہ تھی کہ

یاں سے واں واں سے یاں حکم ہوا وصل کی شب
ہم اٹھاتے ہی بچھاتے ہی رہے بستر اپنا

نہ تو بھارت پر بھرپور ہوائی حملہ ہوا اور نہ ہی ہندوستانی اڈوں کو اس طرح برباد کیا گیا جیسے کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہوا تھا۔ آپ نے ۳ ر دسمبر کو ریڈیو پر اندرا گاندھی کی تقریر سنی ہوگی۔ اس میں بوکھلاہٹ تھی، خوفزدگی تھی لیکن بہت جلد اس نے اپنے اعصاب پر قابو پا لیا۔ مشرقی پاکستان میں صرف ۱۶ جہاز تھے جو سجا کر چاندی کی طشتری میں رکھ دیئے گئے تھے کہ ہندوستان نے بمباری کر کے تباہ کر دیے۔ دو تین دنوں کے اندر اندر ڈھاکہ اور جیسور کے ہوائی اڈے تباہ کر دیئے گئے اور ہماری افواج فضائی تحفظ سے محروم ہو گئیں۔ بھارت نے اپنی فوج کو بنگال میں داخل ہو جانے کے احکامات دے دیئے

لیکن ہماری حکومت نے ہماری فوج کو سختی سے منع کر دیا کہ تم بھارت میں داخل نہ ہونا بھارتی فضائیہ اندھادھند بمباری کر رہی تھی۔ لیکن ہماری فضائیہ کو اجازت ہی نہیں دی گئی کہ وہ بھارتی علاقوں میں گھُس کر حملہ کرے۔

مشرقی پاکستان میں فوجی ہوائی اڈوں کے تباہ ہو جانے کے بعد مجبوراً اپنے تیرہ جہاز ہماری اپنی فوج نے اپنے ہاتھوں تباہ کئے کیوں کہ اندیشہ تھا کہ اگر یہ جہاز بھارت کے ہاتھ لگ جائیں گے تو وہ انہیں خود پاکستان کے خلاف استعمال کرے گا۔

ہماری افواج کے کارنامے

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر صرف ناکہ بندی ہی جاری رہتی تو وہاں مقیم پاکستانی فوج دو ماہ تک لڑنے کی طاقت رکھتی تھی۔

میں آپ کو کیا بتاؤں کہ ہماری فوج کتنی جانباز تھی۔

ٹھاکر گاؤں کے محاذ پر جو لڑائی ہو رہی تھی وہاں اٹھائیس ہزار بھارتی فوج کے مقابلے میں آٹھ سو جوان تھے۔ لیکن انہوں نے دشمن کو ناکوں چنے چبوا دیے۔

مجھے ہندوستانی فوج کے ایک افسر نے سقوط مشرقی پاکستان کے بعد بتایا کہ اگر اس دن جنگ بند نہ ہوتی تو ہم ان آٹھ سو پاکستانیوں سے اس قدر تنگ آ چکے تھے کہ ہم نے اسی رات بھاگ جانے فیصلہ کیا تھا۔

لال منیر ہاٹ کے متصل چلی ماری کے علاقے میں لفٹیننٹ محمد نواز کی ڈیوٹی تھی۔ محمد نواز نے رات کے ڈھائی بجے اپنے کمانڈنگ افسر کو وائرلیس کے ذریعہ سید پور اطلاع دی کہ انڈین آرمی نے اس کی پوسٹ پر حملہ کر دیا ہے اور پانچ ہزار کے مقابلے میں صرف چھ آدمی ہیں۔

سید پور کنٹونمنٹ میں متعین کرنل نے مجھے بتایا کہ میں نے اس لڑکے کو پیغام دیا کہ پیچھے ہٹ آو۔ لیکن اس نے جواب دیا کہ جس زمین پر میرے قدم ہیں وہ پاکستان ہے۔ اگر میں اپنے قدم اس زمین سے ہٹاؤں گا تو یہ جگہ کفرستان ہو جائے گی۔ لہذا جب تک میری رگوں میں خون دوڑ رہا ہے اور جب تک میرے دم میں دم ہے اس حصّہ زمین کو میں کفرستان نہیں بننے دوں گا۔

ڈھائی بجے رات سے دوسرے دن تین بجے تک چھ غازی پانچ ہزار آدمیوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ آفیسر کمانڈنگ نے بتایا کہ میں نے وائرلیس پر محمد نواز کے سینے پر گولی لگنے کی آواز سنی۔

وہ کلمۂ شہادت پڑھتا ہوا جامِ شہادت نوش کر گیا لیکن اس نے جیتے جی پاک سرزمین کو بھارتی افواج کے حوالے نہیں کیا۔

جانبازی

بھارتی فوج کے افسروں نے ہمیں بتایا کہ ہم نے آج تک ایسی جانباز فوج نہیں دیکھی ہے یہ لوگ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانا جانتے ہیں موت سے اس طرح کھیلتے ہیں جیسے بچے کھلونوں سے کھیلتے ہیں۔

میں آپ سے حلفاً کہتا ہوں کہ ہمارے فوجی آٹھ آٹھ دن رات ایک دانہ کھائے بغیر اور ایک گلاس پانی پیئے بغیر لڑتے رہتے ہیں۔

ہمارا ایک جیالا میجر سیدپور آیا۔ وہ زخمی ہو چکا تھا۔ ہم نے اسے پھلوں کا رس پلایا۔ اس کی آنکھیں کلیجی کی طرح سرخ ہو رہی تھیں۔ اس کو اسٹریچر پر لٹایا۔ گولی اس کی ران میں لگی تھی۔ علاج کے لیے اُسے ہسپتال لایا گیا لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ تھوڑی دیر بعد وہ لاپتہ ہو گیا۔ چوکیدار سے پوچھا گیا کہ میجر صاحب کہاں گئے ہیں۔ اس نے جواب دیا یہ تو معلوم نہیں لیکن جاتے وقت وہ یہ کہہ گئے ہیں کہ ڈاکٹر سے کہہ دینا کہ میں بستر پر مرنے کے لیے یہاں نہیں آیا ہوں۔ میں مروں گا تو میدانِ جنگ میں مروں گا۔ جب تک میرے پاؤں میں چلنے کی طاقت ہے جب تک میرے ہاتھوں میں گولی چلانے کی قوت ہے۔ میں اسلام کی عظمت اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط کی سربلندی کے لیے گولی چلاتا رہوں گا۔

وہ جانباز وہ صف شکن وہ مجاہد، وہ غازی لڑتا رہا، یہاں تک کہ مشرقی پاکستان کی سرزمین پر اس نے اپنے گرم گرم سرخ خون سے اسلام کی ایسی درخشندہ تاریخ لکھ دی جسے گردشِ زمانہ کا کوئی جھونکا اور وقت کا کوئی جھونکا اور وقت کا کوئی انقلاب مٹا نہ سکے گا۔

شیر دل نیازی

یہ تھا کردار ہماری بہادر مسلح افواج کا جنرل نیازی بزدل نہیں ہے۔ اس کا ماضی جو کچھ بھی رہا ہو مجھے اس سے واسطہ نہیں ہے۔ میں نے اس کو مشرقی پاکستان میں بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں نے اس کی آنکھوں میں ایمان و یقین کا شعلہ پایا ہے اس کے دل میں خدا کی ذات پر کامل اعتماد محسوس کیا ہے اور اس کی زبان میں ایک مومن کی صداقت پائی ہے۔ میں جنگ سے قبل اور دورانِ جنگ ان سے ملتا رہا ہوں انہوں نے خون کے آخری قطرے

تک لڑتے رہنے کا عہد کیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے خود کہا تھا کہ اگرچہ یہ ایک فوجی راز ہے لیکن میں آپ پر اعتماد کرتے ہوئے آپ کو بتلا رہا ہوں کہ ہم آسام لنک کاٹ دیں گے اور اس طرح بھارت کے ایک صوبہ پر قبضہ کر لینے کے بعد مغربی بنگال میں داخل ہو جائیں گے اور اگر بالفرض ہمارا یہ منصوبہ پورا نہ ہو سکا تو ہم قلعہ بند ہو کر لڑیں گے۔ اسی لیے ہم نے مشرقی پاکستان کے پانچ مختلف مقامات پر گولہ بارود اور رسد کا ذخیرہ کیا ہے۔ اس سرزمین میں آخری معرکہ ہوگا۔ خاک و خون کی بازی کھیلی جائے گی خالد و طارق اور محمد بن قاسم کی روایات دہرائی جائیں گی۔ ہم لڑیں گے فتح کے لیے نہیں بلکہ ملّت اسلامیہ کا قرض ادا کرنے کے لیے۔

لیکن یحییٰ نے غالباً نیازی کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا اور اس کی دلی آرزو دل ہی میں رہ گئی۔

تاآنکہ وہ منحوس دن بھی آگیا جب ہتھیار ڈالنے کی رسم ادا ہونے جا رہی تھی۔

منحوس گھڑی

میں آپ کو نہیں بتلا سکتا کہ اس وقت کیا عالم تھا جب کہ پاکستان کا سبز ہلالی پرچم — اسلام کا پرچم — حسین شہید کربلا کا پرچم — ہائے ہائے صلاح الدین ایوبی اور محمد بن قاسم کا پرچم اُتارا جا رہا تھا اور بھارتی ترنگا بلند ہو رہا تھا گویا ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کے ملک میں — اسلام سرنگوں اور کفر سربلند ہو رہا تھا۔

اس وقت بچے بوڑھے، جوان مرد۔ عورت۔ بنگالی غیر بنگالی سب رو رہے تھے۔ میں نے اس دن پہلی بار اپنے بہادر سپاہیوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیل رواں بہتے دیکھا۔ میں آپ سے کیا بتاؤں کہ میری آنکھوں نے اس وقت کیا منظر دیکھا۔ آج مہینوں بعد میں آپ کے سامنے وہ داستانِ الم دہرا رہا ہوں۔ لیکن قسم ہے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی کہ آج بھی میری نگاہوں کے سامنے وہ سنے ہوئے چہرے، وہ اشکبار آنکھیں، وہ کانپتے ہوئے قدم، وہ تھرتھراتی ہوئی نظریں گھوم رہی ہیں۔

میرے دوستو! میری بات سچ جانو میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں۔ بنگال کی اکثریت یہ منظر دیکھنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ بھائیوں کی طرح مغربی پاکستان سے اپنے حقوق کے لیے جھگڑنا چاہتے تھے لیکن ہندوؤں کے غلام بننا نہیں چاہتے تھے۔ ان کو مجیب نے دھوکہ دیا۔ اور کفر کے ڈاکوئں کو بلا کر اسلام کا گھر لٹوا دیا۔ بھارتی فوج نے جس طرح لوٹ مار کا بازار گرم کیا۔ وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ کارخانوں سے مشینیں۔ بازاروں سے سامان۔ چھاؤنیوں سے پاکستانی افواج کے اسلحے خانے،

شہروں سے کاریں۔ ٹرک۔ بنکوں سے سونا۔ گھروں سے ریڈیو۔ ٹیلی ویژن گھڑیاں۔ کپڑے کھانے پینے تک کا سامان لے گئے حتیٰ کہ کھیتوں سے غلہ تک کاٹ کر لے گئے۔ بنگالی یہ دیکھ رہے تھے مجیب کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

بنگال فقیر ہو گیا۔ بنگلہ مٹی کا ڈھیر رہ گیا۔ اب بنگال کے گوشہ گوشہ میں گرانی ہے۔ لاقانونیت ہے۔ فقر و فاقہ اور افلاس ہے۔ مرنے کے بعد کفن بھی میسر نہیں ہے۔ کیلے کے پتوں میں دفن کئے جا رہے ہیں۔ بھارت اپنا استبدادی پنجہ مشرقی پاکستان میں گاڑتا چلا جا رہا ہے۔ حالت یہ ہے کہ

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے

موجودہ صورتحال اس وقت مشرقی پاکستان کی بہت بڑی آبادی مجیب کو غدار اور بھارت کا ایجنٹ سمجھ رہی ہے۔ اور وہاں کے عوام کی اکثریت، بشمول طلبا اور کسان مزدور بھی مجیب کو اپنے سارے دُکھ درد اور تباہی و بربادی کا واحد ذمہ دار سمجھتے ہیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مشرقی پاکستان میں گوریلا تحریکیں زوروں پر ہیں اور روز بروز مشرقی پاکستان ایک دوسری بڑی خانہ جنگی کی طرف بڑھ رہا ہے۔

چاٹگام، سلہٹ، نواکھلی کے دیہی علاقوں کا حال یہ ہے کہ وہاں کے عوامی لیگی راہنماؤں کی یہ جرأت نہیں ہے کہ رات کے وقت دیہاتوں میں جا سکیں۔ اس وقت تک تقریباً سات سو عوامی لیگی رہنما اور کارکن قتل کئے جا چکے ہیں۔

چاٹگام اور سلہٹ کے دیہاتوں پر تاحال پاکستان کے ہمنوا علماء کا اقتدار ہے

شمالی بنگال میں ماؤ پرست کمیونسٹوں نے بدامنی پھیلا رکھی ہے نیکسل باڑی تحریک کے تمام کارکن مغربی بنگال سے مشرقی پاکستان میں منتقل ہو گئے ہیں اور بڑے زور شور سے سرگرم عمل ہیں۔

طلہ اور متین گروپ کے کمیونسٹ بھی مولانا بھاشانی کی قیادت میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔

میرے پاس قدیم اسلام پسند جماعتوں کے کارکنوں کے خطوط آئے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے حق و باطل کا ایک اور معرکہ مشرقی پاکستان میں ہو کر رہے گا۔ اب بنگالیوں کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔ اس لیے وہ دن دور نہیں ہے جب کہ انشاء اللہ پھر مشرق و مغرب متحد ہوں گے۔

جھکی ذرا چشم جنگجو بھی نکل گئی دل کی آرزو بھی
بڑا مزا اس ملاپ میں ہے کہ صلح ہو جائے جنگ ہو کر

میں مایوس نہیں

میرے معزز دوستو! میں نا امید نہیں ہوں۔

نہیں ہے نا اُمید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمارے اندر احساس زیاں پیدا ہو۔ مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے جب کہ میں دیکھتا ہوں کہ اتنے بڑے المیہ کا۔ اور ۹۳ ہزار فوجیوں کے گرفتار ہو جانے کا ہمارے اُوپر کوئی اثر مرتب نہیں ہوا۔ ہمارے تعیشات، ہمارے اختلافات، فحاشی اور عریانی، لہو و لعب، عیش و عشرت، غیر اسلامی طریق بود و ماند اور دین نبوی صلعم کی تضحیک کا آج بھی وہی حال ہے جو اس سانحۂ عظیم سے پہلے تھا۔ جیسے کہ کچھ ہوا ہی نہیں ہے۔ نہ معلوم ہماری قومی غیرت کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم بیدار نہیں ہو رہے ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ اب مغربی پاکستان میں بھی (سندھی، بلوچی، پٹھان اور پنجابی) چار قومیتوں کا نعرہ بلند ہو رہا ہے۔ میرے دوستو! یہ نعرہ خرمنِ پاکستان کے لیے برق سوزاں ہے۔ یہ نعرہ ملکی سالمیت کے جسد پاک کے لیے زہر ہے۔ یہ نعرہ تباہی کا نعرہ ہے۔ یہ نعرہ پاکستان کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے ایک تیشۂ بُرّاں ہے۔ خدا کے لیے ہوش کے ناخن لو۔ خدا کے لیے جاگو اور اس نعرہ کو ختم کرنے کیلیے کمربستہ ہو جاؤ۔

یہی نعرہ بنگال میں بلند کیا گیا تھا۔ جاگو جاگو بنگالی جاگو۔ جگیے چھے جگیے چھے بنگالی جگیے چھے (جاگ گیا ہے جاگ گیا ہے بنگالی جاگ گیا ہے) امی کے تمی کے بنگالی بنگالی (میں کون تم کون بنگالی بنگالی) اسی نعرہ نے بنگال کو پاکستان سے الگ کر کے آج ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کو ہندوؤں کا غلام بنایا ہے۔ اگر مغربی پاکستان میں اس نعرے نے زور پکڑ لیا تو (خاکم بدہن) مغربی پاکستان بھی نہیں بچے گا۔

میرا پیغام

میں کمزور بیمار ہوں۔ اپنے جوانوں کو پکارتا ہوں کہ اُٹھو اور بازوئے حیدر استعمال کر کے اپنی آواز کو اخلاق و محبت۔ سماجی عدل و مساوات کی قوتوں سے دبا دو۔ ہماری صرف ایک قومیت ہے۔ اور وہ ہے ہمارا اسلام۔

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے ٭ اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

خدا کے لیے معاشی بنیادوں پر اس ملت کی تعمیر نہ کرو۔ اس ملت کی عمارت کو توحید و رسالت کے ابدی پیغام کی بنیادوں پر قائم کرو مخالف قوتوں سے مت گھبراؤ۔ تمہارے قدموں میں لرزش نہ ہو۔ خدا کا وعدہ ہے کہ وہ مومنوں کو بلند کرے گا۔

ہے جو ہنگامہ بپا یورشِ بلغاری کا　　　غافلوں کے لیے پیغام ہے بیداری کا
تو سمجھتا ہے یہ ساماں ہے دل آزاری کا　　　امتحاں ہے ترے ایثار کا خودداری کا

کیوں ہراساں ہے صہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بجھ نہیں سکتا نفسِ اعدا سے

اس وقت ضرورت ہے کہ ہم متحد ہو جائیں۔ صوبائی عصبیتوں سے اور قبائلی اور لسانی عصبیتوں سے بلند ہو کر محض اسلامی اخوت کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا کے زرّیں اصول کے تحت جمع ہو جائیں انشا اللہ اس وقت نہ بھارت ہمیں ڈرا سکے گا اور نہ روس و امریکہ کی قہرمانی ہمیں مرعوب کر سکے گی۔ ہم سے بچھڑا ہوا بنگال یقیناً پھر ہم سے ملے گا۔

میرے دوستو! یہ مایوس ہونے کا وقت نہیں ہے۔ یہ اٹھ کھڑے ہونے اور متحد ہو کر ڈٹ جانے کا وقت ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہمارا مشرقی پاکستان دوبارہ متحد ہو جائے تو مغربی پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیے۔ اپنے رب پر بھروسہ کر کے اپنی خفیہ صلاحیتوں کو بروئے کار لائیے۔ اقبال نے کہا تھا۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کر دے

اور میں اسی پیغام پر شکریہ کے ساتھ اپنے معروضات کو ختم کرتا ہوں۔
وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔